



دینی مدارس کی تعلیمی



جب

مطلوبہ قائدے حاصل نہیں کر پائیں گے جن کی ہم خواہش رکھتے ہیں۔ "محاذ دینی مدارس کے نصاب کا ہو یا مدارس کے لفاظ میں شاید فوجداری کی چیز تحریرات ہند کے خلاف کے بعد مذکور ہے کہ اس کے مذکور تہذیبیں کا خوش آمدید ہے یہ کہ اس موضوع پر اور قاتمیوں کے عمدے کے فتح کرنے کے نیچے سے اس نصاب تعلیم سے وابستہ لوگوں کی معافی و سماجی زندگی ہی میں درس کے نئے کیمپس میں داخل ہوا

بدل کر رہ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ان گذشتہ دنوں مکمل سے ۵۰ کلو میٹر دور دریائے بھل کے

ساحل پر واقع رائے پک میں امریکی سفارت خانے کی اداروں کے لفظی مخصوصے ہی مذکور

جانب سے "اکیسوں صدی میں اسلامی تعلیمات ہوئے اور زندگی سے وابستہ مگر

(ایکیکشنا) کا تاغر" کے عنوان سے ہونے والے دور و زہ مطالبات اور معاشری ضرورتوں کی

حکیم کی بجاے "اسلام کی تبلیغ و اشاعت" اور "دین کے تحفظ و

کڑی ہے جو اور تقریباً تھے مدارس کے نصاب میں عصری علوم

کی شمولیت پر مختلف لفظی و علمی اداروں کی جانب سے کے

معوض ہا دیا گیا۔ دارالعلوم

جادیہ کاری کا مغل اپنی پوری شدت سے زندگی کے ہر میدان میں

چار ہے ہیں۔ اس نما کرے میں شریک یا ٹکڑے دشی نہاد،

یا نیو ریٹنی آف ارمونٹ برٹش میں شعبہ نہادہ میں استاد

نامم و میلیات مولاہ ریاست علی

بیکوری کہتے ہیں کہ "آپ جب نظام تعلیم

تعلیم میں تبدیلی کی کوئی ضرورت

پر لٹکو کرتے ہیں تو آپ کے سامنے سب سے پلاسال یہ

ہوتا ہے کہ ہم جس نظام تعلیم کے خلاف کی بات کر رہے ہیں وہ

ہمارے معاشرے کی ضرورتوں کو کس حد تک پورا کرتا ہے؟

اگر کوئی نظام تعلیم معاصر ضرورتوں کو پورا کرنے سے قادر ہے

متعدد ہیں "اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور دین کا تحفظ و دفاع"

تو نماز عصر سے پہلے کا وقت تھا اور

کہا تاکے سفید سگ مرمر سے بنی ہوئی نہایت خوبصورت سجدہ

رشید سے ازان کی آواز بلند ہوئی تھی۔ ازان میں سفید کرتے اور

اوپر تک اٹھے ہوئے پانچوں والے پاچاموں میں ملبوس

والزمیوں والے نوجوانوں کی ایک ٹھیم کر کت کیتے میں صرف

تھی۔ پاؤں میں اسپورٹس شاٹ اچھے میں ملبر کوڈ کی بنی ہوئی

گھرے سرخ رنگ کی گیند اور ٹکڑے ہراون رنگ کے تھے۔

دارالعلوم دیوبند کا کیمپس اور "ہاؤ از فٹ" کی بلند ہوئی ہوئی

آواز۔ جو اپنی ضرورت ہوئی تھیں بروقت مجھے وقت کے تیز قدم

ہونے کا حس بھی ہوا۔

جدید کاری کا مغل اپنی پوری شدت سے زندگی کے ہر میدان میں

چاری دساری ہے اور مدد سے بھی اس سے مستثنی نہیں ہیں۔ ماہنامہ

تریجان دیوبند کے مدیون مولانا نعیم الواحدی کہتے ہیں کہ "طلہ"

دارس کو آج تک کے حالات اور ماحصل کے انتہار سے سوچتیں

فراتم نہیں کی گئیں تو شاید نی راشتم اپنے ان احادیث سے وہ

دالین: جامع رشید دارالعلوم دیوبند کی جدید تعمیرات کا

ایک دلکش نمونہ ہے۔

دالین توجہ: استاد کی سامنے زانوں تلمذ تھے کوئی کی یہ

دیرینہ روایت اب یہیں ہر مدرسہ میں قائم ہے۔

روایت اور عصری تقاضے

اجم نعیم

ہر دوں میں جو لوگ بھی مدارس کے نصاب کو عصری تعلیم گاہوں میں جاتا ہے وہ جائیں۔ دہم تقاضے کے مطابق ذہالت کے مودید ہے جس ان کے پیش نظر اس کی افادیت کے مکر ہیں اور ان کی خلافت کرتے ہیں۔ یہ بات رہی ہے کہ اسی تعلیم کا لفظ کیا جائے جو ظلہ کی عملی ہے۔ "ای دارالعلوم دیوبند سے قارئ نوجوان عالم یا سر زندگی میں مظید اور کار آمد ثابت ہو۔" ظاہر ہے کہ جس وقت تھیم جو امریکی گرین کارڈ ہولڈر ہیں اور انہیں ایک مدارس میں اس مروجہ ضاب کو مرجب کیا گیا تھا اس وقت اس کی دینی درسے انسٹیوٹ آف اسلام اک الجمکش میں تدریسی عصری محتویات مسلم تھی۔ اس کے کم ممید ہونے کا اندازہ تو فرانسیسی انجام دیتے ہیں کے نزدیک اس نصاب میں کسی غیر حالات کی تبدیلی کے بعد ہی ہوا۔ اس موضوع پر تجویزات تھا معمولی تریم و تخفیج کی تو ضرورت نہیں ہے میں ان اس میں رکھنے والے ڈاکٹر قر الدین کے مطابق "۱۸۳۷" میں قاری کو بعض مردی عصری علوم کا اضافہ نہ اگزی ہے کیونکہ اگر وہ سرکاری زبان کے طور پر تذکرے کے نیچے مدارس کو اضافے نہیں کے گئے تو اس دور میں خود وہ مقاصد جنمیں ختم تھاں پہنچا یا۔" ہمارے بزرگ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور دین کا تحفظ و مسلمانوں کے در حکومت میں مدارس مختصر اور سرکاری دفاع کہتے ہیں پورے نہیں ہو سکیں گے۔ اگر آپ انتظامیہ کے کارکنوں کے لئے ترقی مراکز بھی تھے۔ لیکن اگر یہی زبان جانتے ہیں ہیں تو پھر اس زبان میں آپ

هم جب نظام تعلیم پر گفتگو کرتے ہیں تو ہمارے سامنے سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ ہم جس نظام تعلیم کے نہاد کی بات کو رہی ہیں وہ ہمارے معاشرے کی ضرورتوں کو کس حد تک پورا کرتا ہے اگر کوئی کوئی کوئی نظام تعلیم معاصر ضرورتوں کو پورا کرنے سے قادر ہے تو وہ ہمارے مسائل کا حل نہیں پیش کر سکے گا۔

دھوت و تبلیغ کا کام کیسے کر سکتے ہیں۔"

جب بھی مدارس کے نصاب کی جدید کاری پر لگکو ہوتی ہے تو، کیا درست جدید قاضوں کو پورا کرتے ہیں اور نصاب کی طور پر کر سکتے ہیں۔" کیا درست جدید کاری کی اہمیت جب برسوں سے تعلیم کی جاری ہے تو اس پر باضابطہ عملی اقدامات کیوں نہیں کی جائے؟ میں سوالات پار ہارا بھر کر سامنے آتے ہیں۔ چاحدہ ساقی سے قارئ محمد حسن اخس اس سوال پر اپنے خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "ان سوالات پر باضابطہ عملی اقدامات اس لئے ممکن نہیں ہو پاتے کہ ایک تو فی الواقع مدارس میں رائج نصاب کی کوئی باضابطہ وسیٹ موجود نہیں ہے اور مختلف مدارس میں مختلف نوع کے نصاب رائج ہیں اور دوسرے ایک متوازن تعلیم روئے کی تکمیل کے سلسلے میں اہل مدارس کے سامنے جدید ماہرین تعلیم کی جانب سے اب تک کوئی نہایت واضح ماؤں بھی پیش نہیں کیا گیا ہے۔ اور میکی وجہ ہے کہ جو لوگ نصاب کی جدید کاری کی بات کرتے ہیں ان کی جانب اہل مدرسہ کا روایہ اہلسن قسم کا نہیں ہوتا۔"

سخارت خانے کے امور ثقافت کے ذمہ ادارہ دنیان صدیقی کہتے ہیں کہ "جدید تعلیم یا نئے مسلمانوں اور قدیم نظام تعلیم سے قارئ علماء کے درمیان ایک نمایاں علمی اور فکری غماچ کا احساس تو سمجھ کوہے یعنی اس غماچ کو پانچ اور مدارس کے نصاب کو عصری



اوہر: دارالعلوم دیر بنڈ کے طلبہ کمپیوٹر
کی تربیت حاصل کر رہے ہوئے۔

دائیں: مدارس میں عصری مغرب کا
وقت علم طور پر کھویں کوہہ کا
وقت ہوتا ہے۔

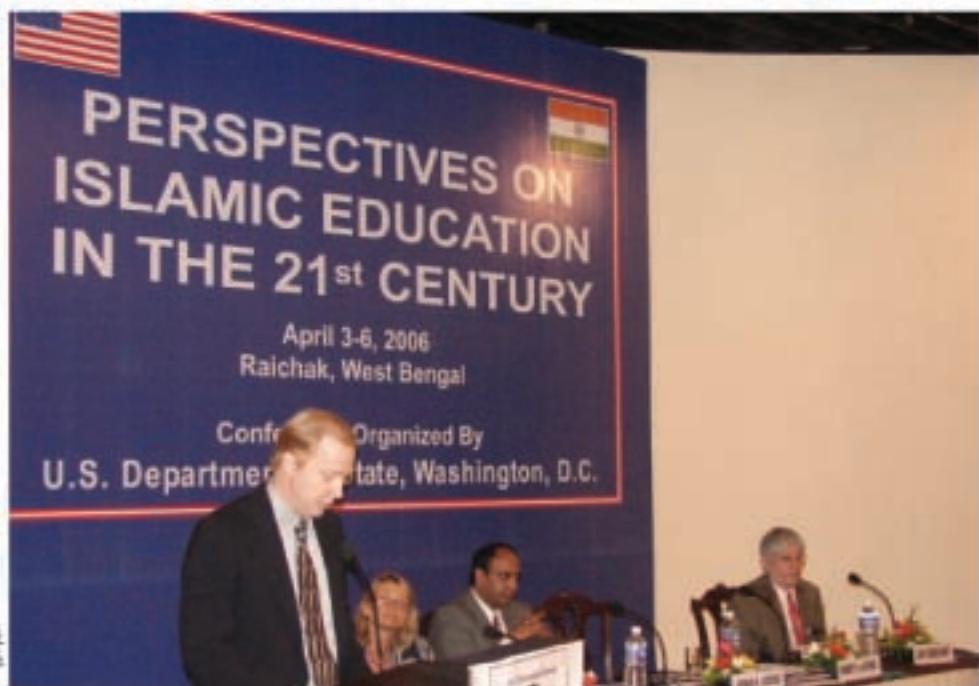
بائیں اوہر: امریکی سفارت خانہ کی
جانب سے رائٹ چک کلکتہ میں اسلامک
ایجوکیشن پر ہونے والی افتتاحی اجلاس
میں (بائیں سے) ہینری جارڈین
کو نسلر جنرل کلکتہ موزان ہلز
ڈائرکٹر امریکن سینٹر کلکتہ مدننان اور
صدیقی کو نسلر کلچرل افیورس اور
جون ڈوشن فریمنٹ سکریٹری۔



اصلاح کی بات کرتے ہیں انہیں بھی یہ سچتے کی ضرورت ہے کہ مسلم ملت کے یہ وہ چند باتیں مسائیں ہیں جنہیں مخفق ہے کہ مسلم ملت کے یہ وہ چند باتیں مسائیں ہیں جنہیں مخفق ہے زیادہ عملی سطح پر تعلیم و تضالن کے بجائے میں دیکھنا اور دیکھانا ہو گا۔ یونیورسٹی اپنے کام کے واسطے پھر پر و فیر سیدھے اقبال حسین ایک ماہر تعلیم ہیں اور جدید و قدیم دونوں ذرائع تعلیم پر ان کی کمبئی نہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ”کسی انداز کی بھی ریاستی یا سیاسی پس منظر رکھنے والی نہیں قیادت کی جانب سے مداخلت“ ملک کے جمہوری وغیر سیاسی نظام حدرس کو تضالن پہنچائے گی۔ اس سے خواہ گواہ سیاسی مولوں کو اپنے شروعات ہو گی جس سے بندوستانی مسلمانوں میں اختبار رکھنے والے مدارس اثر انداز ہو گئے۔“ اور اسی لئے پروفیسر اقبال حسین کا خیال ہے کہ مدارس کے نصاب میں کسی غیر معمولی تجدیلی کا مطالبہ کرنے کے بعد ملک آپادیوں میں زیادہ چدیچلی اور اسے قائم کئے جائیں جہاں ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں تاکہ طلباء کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ ملک کی بعض دوسری جگہوں پر بھی اس سطح میں کافی کامیاب تجربے کے گھے ہیں لیکن کیر لا کوس مخفی میں انتیاز

کی ہے اور تاریخ ۲۳ پر گز کے برکتیہ ہائی مدرسہ میں تو یہ تاجپت ۳۳ فنی صد کا ہے۔“

قائم کے گھے مسلمانوں کے سطھ میں ہائی یوں کمیٹی کے اہم رکن ڈاکٹر سید قلندر محمد کے مطابق ”بھالے ملک میں مدارس کا جو نقام قائم ہے اس میں اس وقت بھالے کے مدرسون کا انعام آج بھی بہت مختار ویہ رکھتے ہیں تو بھول مولانا ریاض احس سب سے بہتر ہے اور بھالے کے فارغین کو اپنی عملی زندگی میں ”اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اصلاح پسندوں کا ایک خا



ذرائع معاشر کی طائف میں ان اقدامات کو قبول کرنے کا مشورہ دیتا ہے جاصل ہے کہ وہاں عذر سے اور سکول اسکول ایک تھی اتنا کام پڑتا جو کام مدرسون کے دیگر فارغین کے سطھ میں ذکر کرتے جو باواسطہ یا با واسطہ انہیں حکومتی مداخلت کے لئے راہ کے تحت ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور طلبہ وقت کی حاصل کو لیتے ہیں۔“ سرکاری امداد وصول کرنے اور اس کوچ سے دوتوں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔“ مدرس بورڈ کے قیام کی وجہ سے بعض لوگوں کے خیال میں کسی نہ کسی طور پر ان اداروں میں حکومت کا عملی دل تو شروع کرنے کی حریک اس توڑے کے خلافات کو سامنے لا کر کھڑا کر کے لئے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت مدرسون کو رجسٹر کرنے کی حریک اس توڑے کے خلافات کو سامنے لے کر کھڑا کر دیتی ہے۔ مظاہر العلوم سہارپور کے اسٹاؤ مولانا محمد ریاض احسن اسی خدمت کا انتہا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”عصری معاشرے میں زندگی گذار ہے ہیں جہاں علف حقانی کے قاضیوں کا ہمیں بھی اور اسکے لئے کیا خلافت ہو سکتی ہے کے رجسٹریشن ایکٹ کے ۱۸۶۰ کے ذریعہ رجسٹرڈ سوسائٹی دوسرے کو محتار کر رہے ہیں اور ایک عادلانہ معاشرے کی طلب پہلے سے کہیں زیادہ محروم یا کسی بیرونی دباو کے تحت دینی کے ارکان اپنی اندر وہی متعاصد میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتیں اور اسی وجہ سے ہمارے دادا العلوم دیوبند یا تدوہ کے طلباء اپنے نئے وجہ اور رسمتی ہیں اور دس سویں عصری قاضیوں سے خود کو اگلے تحفہ سمجھتا ہوں۔“

ملکت کے وکتوریہ میوریل ہال سے وابستہ تاریخ کے ماہر خاقان نبی کہتے ہیں کہ ”بھالے میں مدرسون نے صرف عصری علوم کوہی اپنے نصاب کا حصہ نہیں بنایا ہے بلکہ اس کے مراجع کو سیکولر فلسفہ دینے کی جانب بھی توجہ دی ہے۔ کیا یہ حرمت کی بات نہیں ہے کہ بھالے کے مدرسون میں تعلیم حاصل کرنے والے تقریباً ۳۳۰۰۰ طلباء میں ۱۲ فنی صد تعداد تیر مسلمون

”تحفظ اور دفاع“ کا روایہ ترک کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ہوا وہ سب ہما سامنے ہے۔“

اسلامی تعلیمات کس طرح یعنی جملہ بیان کیا سامنا کر سکتی ہے اور آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”سوال یہ ہیں ہے کہ یہ ہمارا علمی نظام کیا کروار ادا کر سکتا ہے کہ ایک عادلانہ سماج خداشت کئے درست ہیں اور کیا واقعی مدارس کے نظام تعلیم تعمیر و تکمیل پا سکے اور ملت اپنے افراد پیدا کر سکے جو صریح اپنے نظام پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ جو لوگ غلوس سے میں مشتمل اور تحریری روول ادا کر سکیں۔“ □